فیوضات مزارات
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
تالیف
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
باہتمام
حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی
عطاری پبلشرز
کمرہ نمبر 501 پانچویں منزل، جیلانی ٹاور، نزد میری ویدر روڈ، ٹاور کراچی۔
Phone : 2446818 Mobile : 0300-8271889
E-mail : karwaneattari@hotmail.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

فیوضات المزارات

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

تقسیم کار

مکتبہ غوثیہ ہول سیل

سابق سبزی منڈی، محلّہ فرقان آباد

بابا جلال بلڈنگ، کراچی

فون:4910584 : 4926110

نام کتاب :فیوضات المزارات

مصنف : فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

فون نمبر موبائل: 0300 - 8271889

اشاعت : ربیع الاوّل 1423ھ، جون 2002ء

صفحات : 40

قیمت : 24

کمپوزنگ : الریحان گرافکس

(0320-5028160) (0320-5033220)

پروف ریڈنگ: ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فیوضات المزارات

فہرستِ مضامین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله المتوحد بجلال ذاته وكمال صفاته المنزه عن شوائب النقص وسماته والصلوٰة والسلام علٰى سيد الانبياء خاتم النبيّن شفيع المذنبين رحمة للعالمين سيد نا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين o

موت کے بعد بندہ مٹ نہیں جاتا بلکہ صرف ملک (عالم) کی تبدیلی ہے اگر کسی اہل اللہ سے نسبت قوی قائم ہو تو فیض بھی ملتا ہے ہمارے سلسلہ اُویسیہ کی اصلیت بھی اسی پر مبنی ہے۔

شاہ عبدالعزیز ''تفسیر عزیزی'' میں لکھتے ہیں:

اویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا مینمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند ومی یابند۔

ترجمہ: اویسی حضرات انہی سے مطلب کمالات باطنی پاتے ہیں اور ارباب حاجات ومطالب اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کر کے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

تفریح الخاطر میں ہے کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانی تربیت خود حضور سرور عالم ﷺ نے فرمائی اور سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر اولیاء کا سلسلۂ فیوض وبرکات بھی اہلِ مزارات سے وابستہ ہے۔

چنانچہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ:

اُویسیہ کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابوعلی فارمدی کو ابوالحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اور ان کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور ان کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے۔ (القول الجمیل)

اس کی مزید توضیح وتشریح فقیر کی کتاب ''کشف النور فی الاستمداد باہل القبور'' میں دیکھئے۔

اس کی وجہ وہی ہے کہ موت کا نام مٹنا نہیں بلکہ قلبِ مکانی کا نام موت ہے۔ اسی لئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ازاولیائے مدفونین انتفاع واستفادہ جار نیست اولیاء اہلِ مزارات سے استفادہ وانتفاع جاری ہے۔ (تفسیر عزیزی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

وایضاً تادب شیخ عبدالرحیم علی روح جدہ لامہ الشیخ رفیع الدین احمد (قول الجمیل)

اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم نے اپنے نانا شاہ رفیع الدین کی روح سے فیض پایا۔

چنانچہ خود شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ حصول فیض از قبر کا اعتراف کرتے ہیں۔ میفر مودند مرادر مبدأ حاصل بمزار شیخ رفیع الدین الفتی پیدا شد آنجا می رفتم وبقبر شاں متوجہ می شدم۔ (انفاس العارفین)

فرماتے تھے کہ مجھے ابتداء میں شیخ رفیع الدین کے مزار سے انس پیدا ہوا تو میں وہاں ان کی قبر پر جا کر متوجہ ہوتا تھا۔

بقول مخالفین قبور پر جا کر ان سے حل مشکلات کی امید رکھنا شرک ہے تو پھر شاہ ولی اللہ اور ان کے والد اور دیگر خاندان کے متعلق کیا فتویٰ ہوگا۔ اس مختصر رسالے میں صرف اہلِ قبور کے متعلق چند دلائل اور واقعات عرض کروں گا جن سے یقین ہوگا کہ اہلِ قبور اپنی قبور میں موجود ہیں صرف ملک کا فرق ہے وہ اہلِ برزخ ہیں اور ہم اہلِ دُنیا۔ اگر اہلِ دُنیا کا قبر والوں سے رابطہ قوی ہو تو انکا آپس میں افادہ واستفادہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

منجملہ ان کے سلاسل طیبہ ہیں کہ بعض مشائخ اہلِ مزار سے فیض ملا تو وہ سلسلہ آگے چلا چند نمونے حاضر ہیں۔

﴿سلسلہ عالیہ اُویسیہ﴾

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حضور سید عالم ﷺ نے روحانی تربیت فرمائی۔ (تفریح الخاطر) پھر ظاہری سلسلہ کے طور پر سیدنا عمر وسیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے ذریعہ خرقہ بھجوایا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہ سلسلہ وابستہ ہوا ان

کے وصال کے بعد غزوۂ صفین میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سلسلہ میں وابستگی فرمائی۔

سیدنا حافظ عبدالخالق اویسی حنفی رضی اللہ عنہ

آپ کو سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عالم بیداری میں فیضیاب فرما کر آگے سلسلہ بڑھایا۔ آپ کے متعدد خلفاء ہیں منجملہ ان کے حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی قدس سرہ ہیں آپ کے بھی متعدد خلفاء ہیں ہندو پاک میں آپ کے متعدد خلفاء ہیں ان دونوں حضرات سے وابستہ متعدد گدیاں ہندو پاک میں موجود ہیں۔

نوٹ : ان کے علاوہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعدد خلفاء ہیں جس کی تفصیل فقیر نے ''ذکر اویس'' تصنیف میں عرض کر دی ہے۔

انتباہ : بعض صاحبان کا کہنا غلط ہے کہ سلسلۂ اویسیہ کوئی مستقل سلسلہ نہیں ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

یہ سلسلہ مبارکہ متعدد بزرگوں سے اہلِ مزارات سے چلا ہے۔

مثلاً:

(۱) سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ان کے وصال کے بعد فیض پایا حالانکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۴۸ھ میں ہوا اور بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۳۶ھ میں ہوئی۔ حضرات القدس میں ہے کہ آپ کی تربیت امام عالیشان کی روحانیت سے تمام ہوئی کیونکہ شیخ کی ولادت امام کی وفات کے بعد ہوئی آپ امام کے اویسی فیضیافتہ ہیں۔

(حضرات القدس صفحہ ۹۷)

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ النورانی

آپ کا انتساب حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلوک میں آپ کی تربیت شیخ کی روحانیت سے ہوئی ہے کیونکہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب خرقان کے پاس سے گذرتے تو

ٹھہر جاتے اور اس طریقہ سے سانس لیتے جیسے کسی چیز کو سونگھتے ہیں۔ مریدوں نے پوچھا آپ کس چیز کو سونگھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس گاؤں میں ایک مردِ خدا کی خوشبو پاتا ہوں جس کا نام علی ہے وہ مجھ سے سو برس کے بعد پیدا ہوگا۔

(ملخصاً، حضرات القدس صفحہ ۱۰۵)

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ

آپ کا بظاہر حضرت امیر کلاں سے انتساب ہے مگر حقیقۃً آپ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی قدس سرہ کے اویسی فیض یافتہ ہیں (حضرات القدس)

اسی طرح شہ نقشبند کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی فیض حاصل ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

اہلسنّت کے نزدیک انبیاء و اولیاء سے بعد وصال فیوض و برکات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ خواہ ان کے مزارات کے لئے سفر کرنا پڑے اور یہ شرعاً جائز ہے لیکن نجدی وہابی اسے شرک کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ ہم اہلسنّت کو قبوری مذہب والے کہتے ہیں ان کے نزدیک قبور کی زیارت کا سفر کرنا حرام ہے یہ نظریہ ابن تیمیہ کا ہے۔

اور وہابیت دراصل ابن تیمیہ کے نظریات کا نام ہے۔ اس نے عقائد و مسائل کو نیا لباس پہنایا اور اسلام کے سامنے پیش کیا۔ اس دَور کے مشائخ نے ابن تیمیہ کے نظریات کو ہمیشہ کے لئے دفنا دیا لیکن انگریز جو بانیٔ اسلام ﷺ کا سخت ترین دشمن ہے اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اسلام کا علمبردار بنا کر اسلام کا رنگ و روپ پہنایا اور ابن تیمیہ کے عقائد و طرز میں پیش کرنے پر اسے ابھارا۔ منجملہ اس کے مزارات بھی ہے سب سے پہلے یہی مسئلہ اس نے کھڑا کیا یہاں تک حضور سرورِ عالم ﷺ کے مزار کی زیارت کو بڑی گمراہی کہا۔ (اقتضاء المستقیم) محمد بن عبدالوہاب نجدی۔

(الشہاب الثاقب) ہمارے دور میں بھی زیارتِ مزارات کو شرک کہتے ہیں ان کے لئے برائے زیارت سفر کی نیت کو بڑا گناہ یعنی شرکِ عظیم سمجھتے۔ نجدیوں کی تا حال وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھے اب بھی ہے چنانچہ موسمِ حج میں نجدی کے

رسالے اردو بلکہ ہرزبان میں چھپتے ہیں ان میں لکھا کہ مدینہ مسجد نبوی کی نیت سے آنا چاہئے نبی علیہ السلام کی زیارت بھی۔ اور ہمارے ملک کے دیوبندی بھی اسی نجدی کی تقلید میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے اگرچہ کتابوں میں لکھتے ہیں۔ جو نجدی کہتے ہیں عوام اہلِ اسلام ان سے خود اندازہ لگائیں کہ وہ لندن امریکہ تک جائیں گے، لیکن عمر بھر قریبی رہ کر زیارت کے بغیر چلے جائیں گے۔

مقدمہ

شے کا حکم اس کے مقصد کی طرح ہے حرام کام کے لئے حرام جائز کے لئے جائز اور سنت کے لئے سنت فرض کے لئے فرض مثلاً حج فرض کے لئے سفر بھی فرض، کبھی جہاد وتجارت کے لئے سفر سنت ہے۔ کیوں کہ یہ کام خود سنت ہیں۔ روضۂ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کے لئے سفر واجب ہے۔ کیونکہ یہ زیارت واجب۔ دوستوں کی ملاقات شادی ختنہ میں اہلِ قرابت کی شرکت، اطباء سے علاج کرانے کے لئے سفر جائز کیونکہ یہ چیزیں خود جائز ہیں۔ چوری ڈکیتی کے لئے سفر حرام۔ کیونکہ یہ کام خود حرام ہیں۔ غرض یہ کہ سفر کا حکم معلوم کرنا ہو تو اُس کے مقصد کا حکم دیکھ لو۔ عرس خاص زیارتِ قبر کا نام ہے۔ اور زیارتِ قبر تو سنت، لہٰذا اس کے لئے سفر کرنا بھی سنت ہوگا۔

باب نمبر 1

قرآن کریم میں بہت سے سفر ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿1﴾ من یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله ۔

جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کے لئے اللہ اور رسول کی طرف نکل گیا۔ پھر اس کو موت آگئی تو اس کا اجر عنداللہ ثابت ہوا۔

فائدہ: آیت سے سفر ہجرت ثابت ہوا ۔ اس سفر میں مقصود ذاتِ رسول اللہ ﷺ ورنہ اللہ کی طرف ہجرت کا کیا مطلب۔

﴿2﴾ لایلاف قریش ایلا فهم رحلة الشتاء والصیف ۔

اسی لئے قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا۔

فائدہ: آیت میں سفر تجارت کا حکم ہے جب کہ وہابی اسے زیاراتِ مزارات کا ثابت کرتے ہیں جس میں صرف تین مساجد کا ذکر ہے۔ تفصیل آئے گی۔

﴿3﴾ موسی لفتاه لاابرح حتی ابلغ مجمع البحرین اومضی حقبا۔

اور یاد کرو جب کہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ میں باز نہ رہوں گا۔ جب تک کہ وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کے لئے گئے۔ اس سے مشائخ کی زیارات کے لئے سفر کرنا ثابت ہوا۔ اور اہلسنّت کے نزدیک اہلِ مزارات زندوں کی طرح ہیں۔ ان کی زیارات آیت کے عموم میں داخل ہے۔

﴿4﴾ یابنی اذهبو افتحسسو امن یوسف واخیه ولا تیئسومن روح الله۔

اے میرے بیٹو! جاؤ یوسف اور ان کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

فائدہ : یعقوب علیہ السلام نے فرزندوں کو تلاشِ یوسف کے لئے حکم فرمایا اس سے تلاشِ محبوب کے لئے سفر ثابت ہوا۔ اہلسنّت کو محبوبانِ خدا انبیاء واولیاء سے بڑھ کر اور محبوب کون ہے۔ فلہٰذا آیت کے عموم میں سفر مزارات ثابت ہوا۔

﴿5﴾ اذهبوبقمیصی هذا فالقوه علی وجه ابی یأت بصیرا۔

میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کھل جائیں۔

فائدہ: علاج کے لئے سفر ثابت ہوا۔

﴿6﴾ دخلوعلی یوسف اوی الیه۔

پھر جب وہ سب یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی۔

فائدہ: ملاقاتِ فرزند کے لئے سفر ثابت ہوا۔ فرزندانِ یعقوب علیہ السلام نے والدِ ماجد سے عرض کیا: **فارسل معنا اخانا نکتل وانا له لحفظون۔** ہمارے بھائی

کوہمارے ساتھ بھیج دیئے ہم غلّہ لائیں گے اوران کی ضرور حفاظت کریں گے ۔
روزی حاصل کرنے کے لئے سفر ثابت ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کوحکم ہوا۔ **اذهب الٰی فرعون انه طغٰی** ۔فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے۔تبلیغ کے لئے سفر ثابت ہوا۔

احادیث مبارکہ ﴿

مخالفین سطحی طور پراعتراض کرنے کے استاد ہیں حقیقت کی طرف بہت کم بلکہ بالکل متوجہ نہیں ہوتے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ خود حضور سرور عالم ﷺ سے سفر الی القبور ثابت ہے۔

حدیث (۱) **ان النبی ﷺ کان یاتی قبور الشهداء باحد علی رأس کل حول۔(رواه ابن ابی شیبه)**

ترجمہ: بے شک نبی ﷺ شہدائے احد کی قبروں پر ہر سال کے کنارے پرتشریف لایا کرتے تھے۔

حدیث (۲) **عن النبی ﷺ یزور الشهداء کل حول واذا بلغ الشعب رفع مو ته فیقول سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار ثم ابوبکر عنه کل حول یفعل مثل ذٰلك ثم عمر ثم عثمان رضی الله عنهما وکانت فاطر وتدعو۔(رواه البیهقی از شرح)**

ترجمہ: نبی ﷺ شہدائے احد کی زیارت کے لئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے السلام علیکم قبر میں تم پرسلامی ہے اس کے بدلے میں جوتم نے صبر کیا اچھی ہوتمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے پھر حضرت عمر بن خطاب پھر حضرت عثمان غنی اور حضرت فاطمہ اوردعا کرتی تھیں۔رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: ان احادیث میں یہ تو صاف ہے کہ حضور ﷺ ہر سال احد میں تشریف لاتے اور شہداء کی زیارت فرماتے اور سال میں ان کا وہی جنگ احد کا واقعہ ہے۔

ثبوت عرس ﴿

جس طرح سفر الی القبور مبارکہ سے ثابت ہوا ایسے ہی اولیاء کرام کے اعراس

کا ثبوت بھی ان احادیث مبارکہ سے ہوا اس لئے حضور سرور عالم ﷺ جب جنگ احد کا وہی دن یعنی شہداء کا یوم وفات آتا اس میں تشریف لاتے تو یوم وفات پر زیارت کے لئے مزار پر حاضر ہوتے اور ایصال ثواب کرتے ان سے کسب فیض کا نام عرس ہے۔تو گویا عرس اصل فعل رسول اللہ ﷺ اور فعل خلفائے راشدین سے ثابت ہوا چنانچہ فتاویٰ دیوبند صفحہ ۱۳ جلد۳ میں بھی اس حدیث کونقل کرکے سالانہ حاضری کومستحب قرار دیا۔تو عرس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہوئی اور یہ سنّت شارع علیہ السلام وسنّت خلفائے راشدین ثابت ہوا۔

فائدہ: احادیث مبارکہ کا قاعدہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کسی فعل پر مداومت فرمائیں تو وہ سنّت کہلاتا ہے ۔ ورنہ مستحب ہے اسی لئے ہمارے نزدیک عرس کی حاضری مستحب ہے اور کیونکہ متاخرین نے اپنے زمانے میں اس پرالتزام کرلیا تو اسی وجہ سے یہ متاخرین کی طرف منسوب ہوگیا۔ چنانچہ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرمایا۔

(۱) **ذکر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلواالی جناب العزة وخطائرالقدس یرجی فیه من الخیر والبرکة والنورانیه اکثر واوفرمن سائر الایام** ۔پھر بعد سطر کے فرمایا، **وانماهومن مستحسنات المتاخرین** ۔(ازماثبت من السنہ صفحہ۱۷۴)

ترجمہ: اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں یہ جناب الٰہی میں پہنچے اس میں خیر وبرکت اور نورانیت کی اورایام سے زیادہ امید کی جاتی ہے۔
تو یہ عرس متاخرین کی مستحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا۔
مزید تحقیق وتفصیل ہم نے ''اعراس کی تحقیق،، میں لکھی ہے۔

ازالۂ وہم ﴿

منکرین شدید انکار کے باوجود حدیث صحیح (**کنت نهیتکم عن زیارة القبور الافزوروها** ۔(مشکوۃ)''حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا۔اب تمہیں اجازت ہے تم قبور کی زیارت کیا کرو۔'') کو مانتے ہیں تو پھر ہمارا سوال ہے کہ جب حکم مطلق ہے کہ جہاں بھی قبور ہوں زیارت

کروسفر کر کے جاؤیا جیسے بھی یہ کہاں سے نکال لیا گیا کہ قبور کی زیارت کے لئے سفر نہ کرو جس حدیث مبہم سے انہوں نے استدلال کیا ہے اس کے جوابات آتے ہیں۔

سوال: زیارت القبور سے تو ہمیں انکار نہیں ان سے مدد مانگنے اور سجدہ وغیرہ سے انکار ہے۔

جواب: یہ بھی ایک بہانہ ہے ورنہ اہلِ مزار کو وسیلہ کے طور عرض کرنا شرعاً منع نہیں یہی اسی تصنیف کا موضوع ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ اوراق میں آئے گی۔

اور قبور کو سجدہ ہم بھی حرام سمجھتے ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ''الزبدۃ الزکیہ'' میں سجدہ تعظیمی کو تفصیل سے لکھا ہے بعض لوگ مزارات کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور بوسۂ قبور بھی بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے ویسے ''بہانہ ساز راعذر رہا بسیار'' کے مطابق انکار ہے تو اس کا علاج نہیں۔

جواب لاتشدوالرحال ﴾

یہ حدیث پاک کا جملہ ہے اور مخالفین یعنی ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی اور تمام وہابی نے حضور ﷺ کے مزار اور دیگر جملہ محبوبانِ خدا کے مزارات کی زیارت سے منع کرنے پر اسی سے استدلال کیا اور طریقہ استدلال یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ سوائے تین مساجد (۱) بیت اللہ (۲) بیت المقدس (۳) مسجد نبوی کے کہیں سفر کر کے نہ جاؤ۔ اس حدیث کے عموم کی وجہ سے وہ انبیاء کرام اور اولیاء وشہداٴ عظام کے مشاہد ومقابر کی طرف سفر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دیگر وہابیہ کے مورث اعلیٰ ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے روضہ شریف کر زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے۔

الزامی جواب ﴾

فرشتے بھی جو ہر روز صبح وشام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں یہ حضور ﷺ کی جناب میں گستاخی ہے۔

ابن تیمیہ کا انجام بد ﴾

اس فتوے سے شام ومصر میں بڑا فتنہ ہوا علماء نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔ ابن الفرکاح فزاری نے قریباً چالیس سوال سے کافر بتایا۔ علامہ شہاب بن جہبل نے بھی مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں علماء کو پیش کیا۔ بدر بن جماعہ شافعی نے لکھا کہ ابن تیمیہ کو ایسے فتویٰ باطلہ سے بز جر وتوبیخ اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجریری حنفی نے کہا اسے بلا کسی شرط کے قید کیا جائے۔ محمد نے کہا کہ اسے اس قسم کی توبیخ کی جائے کہ ایسے فتنہ سے باز آجائے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی کہا۔ ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ کو شعبان ۷۲۶ھ میں قلعہ میں بند کیا گیا اور قید ہی میں وہ مرگیا۔

تحقیق جواب ﴾

لاتشدوالرحال مطلق ہے اور حدیث شریف میں فرمایا، قبور کی زیارت کرو، قبور کی زیارت عام ہے۔ لاتشدوالرحال میں نفی مطلق مقید ہے اور علم اصول کا قاعدہ ہے کہ جو حکم مقید ہو وہ قید تک محدود رکھا جائے اسے اپنی طرف سے مقید کرنا بھی تحریف ہے۔ نتیجہ نکلا کہ غیر مساجد ثلاثہ کا من حیث المسجد نہ ہو اور زیارت القبور میں مطلق نبی علیہ السلام اور غیر نبی کی کوئی پابندی نہیں اور نہ سفر اور غیر سفر کی قید ہے۔

اہلِ قبور سنتے دیکھتے جانتے ہیں ﴾

چونکہ ابن تیمیہ اور اس کے پیروکار وہابی نجدی بعض دیوبندی معتزلہ کے اصول کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے وہ نہ صرف زیاراتِ قبور کے منکر ہیں۔ بلکہ وہ ان کے سماع یعنی سننے جاننے اور دیکھنے کے بھی منکر حالانکہ یہ احادیث صحاح کے خلاف ہے۔ چنانچہ بخاری صفحہ ۱۸۴ جلد ۱ میں ہے:

المیت یعرض علیه مقعده بالغدة والعشی عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله ﷺ قال لان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان کان من اهل النار فمن اهل النار، فیقال : هذا

مقعدک حتی یبعثک اللہ یوم القیامة۔

ترجمہ: باب۔میت پر اس کا ٹھکانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو اس کا ٹھکانہ صبح وشام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے تو جنت کا ٹھکانا اور اہلِ دوزخ میں سے ہو تو دوزخ کا ٹھکانا۔ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا وہ آخری مقام یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو جلائے (اور تو اس میں داخل ہو)

فائدہ: اس کے بعد یہ بھی کہا جاتا ہے۔کہ نبی پاک ﷺ نے قبر پر جاکر جو دعا بتائی ہے اس میں خطاب کا صیغہ ''یا'' ہی تو ہے۔ **السلام علیکم یا اهل القبور**۔اگر قبر والے زندہ نہیں ہیں اور دنیا والوں کا سلام نہیں سن سکتے ہیں، تو یہ صیغہ کیوں استعمال کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر اس بات کی تائید ابن کثیر کی اس عبارت سے کی جاتی ہے۔

اس کی اصلی عبارت ملاحظہ ہو۔

وقد شرع السلام علی الموتٰی والسلام علٰی من لم یشعر ولا یعلم بالمسلم محال وقد علم النبی ﷺ اُمته اذاراُو القبور ان یقولواسلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین وانا ان شاء الله بکم لاحفون یرحم الله والمستاخرین نسأل الله کنا ولکم العاقبة، فهد السلام والخطاب والنداء لموجو دیسمع ویحاطب ویعقل وبردوان لم یسمع المسلم الردوالله اعلم۔

﴿گھر کی گواہی﴾

ابن تیمیہ کے عاشق وہابیوں کے پیشوا نے تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۳۹ میں لکھا جلد ۳:

ترجمہ: اور شرع نے مردوں پر سلام کا حکم دیا ہے۔اور اُس کو سلام کرنا جس کو شعور نہ ہوا اور جو سلام کرنے والے کو نہ پہچانے۔ایسا حکم محال ہے۔اور نبی پاک ﷺ نے اُمت کو سکھایا ہے کہ جب وہ قبروں کو دیکھیں تو یہ کہیں۔تم پر سلام ہوا ے ان گھروں کے رہنے والے مومنو! ہم بھی تم سے آکر ملنے والے ہیں۔ان شاء اللہ۔اللہ کی رحمت

ہو ان پر جو ہم سے پہلے جا چکے ہیں۔اور جو تم سے پہلے جا چکے ہیں۔اور جو ہمارے بعد آنے والے ہیں۔ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت طلب کرتے ہیں۔ پس یہ سلام خطاب اور ندا ہے اور اس موجود اور حاضر کے لئے ہے۔جو سنتا ہے اور جس کو مخاطب کیا جا سکتا ہے۔جو سمجھتا ہے اور جواب دے سکتا ہے ہر چند کہ سلام کرنے والا اس جواب کو نہ سُنے۔

کہ سلام کرنے والا اس جواب کو نہ سُنے اس کے باوجود کوئی اپنی مارتا رہے کون اس کی سُنے سوائے اس کے کہ جس کی قسمت کا ستارہ ازل سے ڈوبا ہے۔مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''**سماع الموتٰی**'' کا مطالعہ کیجئے۔

﴿تحقیق المسئلہ﴾

نجدی وہابی وغیرہ معتزلہ کے اصول کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد انسان بالکل مٹ جاتا ہے۔اسی لئے وہ قبر کے عذاب وثواب کے قائل نہ تھے اور نہ ہی موت کے بعد اسے زندہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ وہ۔انہی کے لئے یہ مثل (کہاوت) مشہور ہوئی۔مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔

اہلِ سنت جنھوں نے معتزلہ کے دور میں سخت سے سخت اذیتیں، مصیبتیں جھیلیں انہوں نے دلائل کے انبار لگا دیئے اور تصانیف لکھیں اس کا خلاصہ یہی ہے کہ" **الموت لیس بفناء محض بل هوا انتقال من مکان الی آخر**''۔موت مٹنے کا نام نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کا نام ہے۔(شرح الصدور تذکرۃ لموتی کتاب الروح لابن قیم)

اسی قاعدہ پر ذیل کے عقائد ومسائل پر اہلسنّت کے مذہب ومعتزلہ میں نزاع رہا۔

﴿اهلِ سنّت کے عقائد ومسائل﴾

قبر میں حیاتِ، سماع، شعور، علم، نفع دینا لینا حق اور قرب وبُعد اور درمیانی حجابات ختم۔وغیرہ وغیرہ اور یہ کوائف حسبِ مراتب نبوت اور ولایت اور اعمال صالحہ اور دولتِ ایمان پر مبنی ہیں بلکہ بعض امور میں کفار بھی شامل ہیں۔

نوٹ: قبور نبوت وولایت کے برکات جاری رہتے ہیں۔

انکار معتزلہ

ان جملہ امور کا انکار معتزلہ اور خوارج کو تو تھا۔ اب نجدی محمد بن عبدالوہاب کی تحریک کے بعد وہابیوں دیوبندیوں کو انکار کیوں۔

نوٹ: معتزلہ زندہ اولیاء کی کرامات کے منکر تھے۔ وصال کے بعد ان سے تو امید نہیں وہابی دیوبندی کیوں منکر ہیں۔

باب نمبر 1 امداد محبوبان

محبوبانِ خدا (انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام) سے طلب مدد بھی اور وسیلہ شرعاً جائز ہے۔ اور وہ بھی "**من حیث الشفاعة**" مدد کرتے ہیں۔ ظاہری حیات میں ہوں یا بعد وصال مزارات میں چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) الاان اولیاء الله لایموتون ولاکن ینتقلون۔

ترجمہ: خبردار اولیاء اللہ مرتے نہیں وہ ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جاتے ہیں۔

کون کہتا ہے اولیاء مر گئے ☆ وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

(۲) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

"**ان اولیاء الله هم الذین نظروالی باطن الدنیا ان نظرالناس الی ظاهرها۔**" (کیمیائے سعادت بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

ترجمہ: اولیاء اللہ وہ ہیں جو دنیا کے باطن کو اس وقت دیکھتے ہیں جب عام لوگ ظاہر کو دیکھتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ "**ید خل الجنته بشفاعة رجل من امتی اکثر من بنی تمیم**"۔

ترجمہ: میری امت کے ایک بزرگ شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے زیادہ لوگ بہشت میں جائیں گے۔

مشکوٰۃ شریف

"**من یشفع للضام ومنهم ومن یشفع القبیلة ومنهو من یشفع للعقبه من یشفع للرجل حتی یدخل الجنة۔**"

ترجمہ: میری امت میں سے بعض شخص شفاعت کرے گا۔ جماعتوں کی بعض ان میں سے شفاعت کرے گا قبیلہ کی اور ان میں سے شفاعت کرے گا۔ (عصبہ دس سے چالیس تک) کی اور بعض شفاعت کرے گا۔ ایک مرد کی حتیٰ کہ اس طرح میری تمام امت جنت میں چلی جائے گی۔

امداد از اہلِ مزارات

اسی شفاعتِ انبیاء واولیاء کا نام امداد اور اس کی طلب کا نام استمداد مجاز ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "**قبر هو الکاظم تریاق مجرب لاجابة الدعاء وقال الامام الغزالی من یستمد فی حیاته یستمد وفاته۔**" (حاشیہ مشکوٰۃ)

موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ مجرب تریاق ہے۔ اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے۔ اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۳ھ

تاریخ بغداد جلد اول صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۸، مزارات کے فیوض وبرکات کے بارے میں بہترین بحث لکھی ہے۔ فقیر اس کے اقتباسات درج کرتا ہے یہ ہمارے موضوع کے مطابق بھی ہے۔ اور ہماری حاضری مزارات کی عین مراد بھی۔

حکایت

حضرت احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد سے کوچ کئے جا رہا تھا۔ تو مجھے ایک عابد وزاہد ملا۔ فرمایا کہاں سے بھاگے جا رہے ہو۔ میں نے کہا بغداد میں فساد برپا ہے۔ وہاں سے ڈر کر بھاگا جا رہا ہوں، فرمایا **ارجع ولاتخف فان فیها قبور اربعة من اولیاء الله هم حصن هم من بلایا۔** (صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ: واپس ہو جا اور خوف نہ کر بغداد میں چار ولیوں کے مزارات ہیں وہ بلاؤں سے اہلِ بغداد کے لئے قلعے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ چار اولیاء کون ہیں؟ فرمایا:

(۱) احمد بن حنبل (۲) معروف کرخی (۳) بشر حافی (۴) منصور بن عمار رحمہم اللہ۔

حکایت

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس قبرستان کے ہر صاحبِ قبر کے سر پر نورانی تاج ہے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہیں میں سے ایک نے کہا، تمہیں معلوم نہیں آج احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے ہیں ان کی تشریف آوری پر تمام قبرستان کے ہر قبر کو نورانی تاج عطا ہوا ہے۔ بلکہ جن پر عذاب ہو رہا تھا آج ان کی وجہ سے سب کو بخش دیا گیا ہے۔

(تاریخ بغداد، جلد ا، صفحہ ۱۲۲)

حکایت

حضرت احمد دورقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا ہمسایہ فوت ہوا، میں نے اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ اس پر دو نورانی پوشاکیں ہیں۔ میں نے کہا یہ کہاں سے، فرمایا آج رات کو اسی گورستان میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ دفنائے گئے ہیں۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہر اہلِ قبر کو دو حلّے عطا فرمائے ہیں۔

مزار معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات

حضرت ابو الفضل زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: " **قبر معروف کرخی مجرب القضاء الحوائج** "۔ حاجات برآری کے لئے معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار نہایت مجرب ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ جو بھی ان کے مزار کے قریب ایک سو بار سورۃ اخلاص پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو " **قضی اللہ حاجت** "۔ (اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔)

تجربہ ستر سالہ

حضرت عبداللہ محاملی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ستر سالہ تجربہ ہے کہ ہر غمزدہ مزارِ کرخی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دے تو غم ٹل جاتے ہیں۔ (تاریخ بغداد)

منت منوتی کے مزارات

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "**وعند المصلی المرسوم الصلوٰۃ العید کان قبر یعون بقیر التور**"، عیدگاہ کے مصلّی کے قریب ایک مزار

ہے جو نذر و منت منوتی کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ مزار سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی بزرگ کا ہے۔ بعض نے کہا وہ مزار حضرت عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم کا ہے۔

وجہ تسمیہ

ترجمہ: کہ یہاں جیسی منت مانگو پوری ہوتی ہے۔ جب مقصد پورا ہو جائے منت پوری کرنا لازم ہے۔ میں بھی ان منت ماننے والوں میں سے ہوں کہ ان گنت بار مجھے مشکل پڑی، میں نے جب یہاں منت مانی میرا کام ہو جاتا تو میں منت پوری کرتا۔

فیضانِ امام نعمان رضی اللہ عنہ

خطیب بغدادی اپنی تاریخ کے صفحہ ۱۲۳ جلد ا میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **انی لاتبرك بابی حنیفه ورجئ الیٰ قبره فی کل یوم** یعنی زائر **فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبرهٗ وسألت اللہ الحاجة عندهٗ تبعدعنی حتیٰ تقضی**۔

ترجمہ: میں امام ابوحنیفہ کے مزار سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ یہاں حاضر ہوتا ہوں تو صرف زیارت کے لئے۔ جب مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت پڑھ کر مزار پر حاضر ہو کر اللہ سے سوال کرتا ہوں تو وہیں کھڑے کھڑے میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر الی البقر

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال فلسطین سے بغداد شریف حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر پر حاضر ہوا کرتے تھے اور اس مسجد میں جو حضرت امام اعظم کے مزار کے قریب ہے نماز ادا فرماتے تھے اور رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ شاگردوں نے عرض کیا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ یہاں اپنے اجتہاد پر عمل کی بجائے اس اجتہاد پر عمل کرتے ہیں جو امام ابوحنیفہ کا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا مجھے یہاں اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات

پر حاضر ہونا اوران سے فیوضات حاصل کرنا اہلِ اسلام کا شروع سے طریقہ چلا آرہا ہے۔اس کے ثبوت کے لئے کثیر التعداد واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

لاہوری داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر خواجہ اجمیری کی حاضری ﴾

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور چلّہ کاٹا۔فراغت کے بعد آپ نے داتا صاحب کی شان میں یہ شعر فرمایا جو زبان زدِ عام ہے

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ☆ ناقصاں راپیر کامل کاملاں رارہنما

فائدہ: اس شعر میں دو لفظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ایک ''گنج بخش'' اور دوسرے ''فیضِ عالم'' معلوم ہوا کہ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کا ولی قبر میں لیٹا ہوا بھی خزانے بخشنے والا اور فیض دینے والا ہوتا ہے۔اسی مزار پر حضور اجمیری اور کئی اولیاء نے چلّے کاٹے تو فیض لُوٹے۔

چار مزار ﴾

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز اشعۃ اللمعات فارسی یعنی ترجمہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور میں تحریر فرماتے ہیں۔کہ چار شخص اپنی قبروں میں تصرف فرمارہے ہیں۔ان میں ایک غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دو بزرگوں کا نام نہیں۔

نوٹ: فقیر نے اور جگہ پر دیکھا کہ دیگر دو یہ ہیں۔سیدنا احمد رفاعی سیدنا یعقوب چرخی رضی اللہ عنہما۔ان حضرات میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات کے زندہ ثبوت ہر علاقہ اور ہر دور میں کافی ووافی ہیں۔تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات ﴾

امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار میں بسند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ غوثیت مآب حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد

فرماتے ہیں۔

(۱) جو شخص کسی سختی میں میری دہائی دے اللہ کے فضل سے اس کی سختی دور ہوجائے۔

(۲) جو کوئی مشکل میں میرا نام لے کر ندا کرے۔اللہ کے کرم سے وہ مشکل حل ہوجائے۔

(۳) جو کسی حاجت میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مجھے وسیلہ بنائے اللہ کی عنایت سے وہ حاجت پوری ہوجائے۔

فائدہ: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فرمانِ مقدس کی صداقت میں سینکڑوں واقعات شاہد ہیں کہ آپ نے صرف اپنے عہد مبارک میں مستغیثین کی فریاد رسی کی کہ آج بھی جب کہ وصال کو صدیاں گزر چکی ہیں۔اپنے مریدین معتقدین کی برابر مدد فرماتے رہتے ہیں۔

غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے ﴾

حضرت عبدالوہاب جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک جلسہ میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ دفعتاً اُٹھے وضو کیا نماز پڑھی اور سلام پھیر کر بڑے پُرزور نعرے لگائے اور ایک نعل اُٹھا کر اوپر پھینکی جو فوراً نظروں سے غائب ہوگئی پھر دوسری دفعہ اسی طرح نعرہ لگایا اور دوسری نعل فضا میں پھینکی وہ بھی نظروں سے غائب ہوگئی اس کے بعد ایک جگہ بیٹھ گئے۔کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے اس عمل کی وجہ دریافت کرسکے۔تین روز گذر گئے دیکھا کہ ایک قافلہ چلا آرہا ہے۔سردارِ قافلہ نے آستانہ عالیہ پر پہنچ کر کہا کہ ہمیں دربارِ غوثیت میں نذرانہ پیش کرنا ہے آپ نے خدام کو اجازت دے دی کہ انہیں اندر آنے دو اور وہ جو نذرانہ پیش کریں قبول کرلو۔

خدام کے بلانے پر قافلے والے اندر آئے اور کچھ اونی ریشمی کپڑے اور کچھ زر نقد نذرانہ پیش کیا۔لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جو نعلین اس روز پھینکی گئیں تھیں وہ بھی ان کے پاس موجود تھیں۔انہوں نے انہیں بھی پیش کیا۔پوچھا گیا حضور کی یہ نعلین تمہارے پاس کہاں سے آگئیں۔تو بولے کہ ہمارا قافلہ منازل طے کرتا چلا آرہا تھا کہ اثنائے راہ میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور اسی لوٹ مار میں ہمارے کچھ ساتھی بھی قتل

ہوگئے۔ جب انہوں نے ہم سے سب کچھ چھین لیا تو ایک طرف بیٹھ کر وہ باہم مال تقسیم کرنے لگے ابھی تک ہمیں ان قزاقوں کی وحشت سے شدید اندیشے پیدا ہوگئے تھے ہم نے منت مانی کہ اگر ہم اس بلائے عظیم سے بچ گئے تو غوثِ اعظم کی خدمت میں باریاب ہوکر قافلے کے مال سے نذرانہ پیش کریں گے۔ ابھی ہمارے منہ پر حضور کا نام آیا ہی تھا کہ دو فلک شگاف نعرے سنائی دیئے جس کی ہیبت و وحشت سے سارا بیابان گونجنے لگا۔ ڈاکوؤں پر ہیبت طاری ہوگئی۔ ہم لوگوں نے یہ خبر سنی ہمیں لوٹنے کے لئے نعرے لگاتے آرہے ہیں۔ یہ اُٹھے اور روتے ہوئے آئے اور بولے کہ ہم پر ایک افتادِ عظیم آگئی ہے ہمارے دونوں سردار کسی غیبی سزا کے تحت مارے گئے اور خدا جانے ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے۔ اپنا سارا سامان دیکھ کر لے لو اور ہمیں معاف کرو۔ ہم نے اور دیکھا کہ ان کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں۔ دوسری طرف نعلین شریف بھیگی پڑی ہیں ہم نے سارا مال لے لیا اور اب نذرانہ پیش کرنے حاضر ہوئے ہیں۔

نوٹ: یہ واقعات آپ کی ظاہری زندگی میں پیش آئے ہمارے نزدیک انبیاء واولیاء کے متعلق موت وزندگی میں کوئی فرق نہیں لیکن پھر بھی آپ کے وصال کے بعد کے واقعات ان شاء اللہ آئندہ سطور میں پیش ہوں گے۔

یہاں چند حوالہ جات عرض کردوں جن میں تصریح ہے کہ اولیاء کرام (رضی اللہ عنہم) اب بھی اپنے مزار شریف میں تصرف اور فیض رسانی فرمارہے ہیں۔

مزار نور الدین سلطان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیٰوۃ الحیوان، جلد ۱، صفحہ ۱۲۶ میں لکھا کہ: ''سلطان نور الدین شہید علیہ الرحمۃ کی قبر کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔''

فائدہ: یہ اسی طرح ہے جیسے امام شافعی نے فرمایا ''سیدنا موسیٰ کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے۔'' (جلد ۱، صفحہ ۱۳۰)

تعارف

یہ وہی سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں حضور سرورِ عالم ﷺ نے

خواب میں فرمایا کہ دو کُتے میرے مزار میں گھسنا چاہتے ہیں فوراً مدینہ پاک پہنچ کر ان کی سرکوبی کرو۔ چنانچہ سلطان مرحوم نے فوراً مدینہ پہنچ کر تحقیق فرمائی تو دو نصرانی مسلمانوں کے لباس میں مزار شریف کے اندر سرنگ لگا رہے تھے۔ سُلطان نے انہیں قتل کرادیا اور مزار پاک کے اردگرد سیسہ پِٹوا کر تاقیامت مزارات کو محفوظ فرمالیا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' وغیرہ۔

یاد رہے سلطان صلاح الدین ایوبی اسی سلطان نور الدین مرحوم کا ایک تربیت یافتہ تھا جس نے انگریزوں کا ستیاناس کیا اور بیت المقدس فتح کرکے اسلام میں نام پیدا کیا۔

شیخ سیار کا مزار

آپ کے والد ماجد بڑے مالدار تھے ان سے وراثت میں بہت کچھ ملا لیکن اپنا سارا مال دے کر حضور سرور عالم ﷺ کا ایک بال مبارک لے لیا اور وصیّت کی کہ مرنے کے بعد وہ بال مبارک اس کے منہ میں رکھ دیا جائے تا کہ قبر میں محفوظ رہیں۔ آج بھی ان کی قبر مرو میں مرجع خلائق ہے اور لوگ قبر پر جا کر استمداد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کام دُرست فرماتا ہے۔ یہ برکات اس موئے مبارک کی ہیں۔
(تذکرۃ الاولیاء وخزینۃ الاصفیا)

تصرفات بعد ممات

اولیاء اللہ کے تصرفات وکرامات موت کے بعد بھی اپنے حال پر باقی رہتی ہیں بلکہ موت کے بعد ولایت میں ترقی ہوتی ہے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۲، صفحہ ۲۵۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا بیان

مصنف تفسیر مظہری مخالفین کے مسلّم بزرگ ہیں اس لئے کہ انہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیہقیِ وقت فرمایا اور تا حال دیوبندی وہابی انہیں اس خطاب کے علاوہ بہت کچھ مانتے ہیں اور پھر ان کی خوبی یوں مسلّم ہے کہ یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کے براہِ راست شاگرد ہیں اور نقشبندی سلسلہ میں ان کی شخصیت اس لئے ممتاز ہے کہ آپ حضرت مرزا مظہر جاناں کے خلیفہ

اعظم ہیں آپ کثیر التصانیف ہیں آپ نے کتاب ''السیف المسلول'' صرف اور صرف شیعہ فرقہ کے رد میں لکھی ہے۔ حال ہی میں اسے غیر مقلدین وہابیہ (فاروقی کتب خانہ ملتان) نے اُردو ترجمہ کرکے شائع کی ہے۔ شیعہ کے رد کرتے ہوئے خاتمہ کا عنوان لگا کر کشف تحریر فرمایا ہے کہ صوفیاء کرام کو امام کا ایک معنی یوں مکشوف ہوا ہے کہ ولایت کے عہدہ پر اس وقت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ملتا ہے یہاں تک کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے جیسے ہم عرض کر رہے ہیں۔

فیضان غوث جاری رہے گا

حضرت امام عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ذکر شاہ ھاشم رحمة الله عليه كتب فی رسالته اذا اراد الله ان يجعل احسن امر ان ياخذوه بحضور المصطفیٰ ﷺ فحين يحضر بحضر ته عليه وسلم يامر ﷺ فيقول خذوه الى ولدى السيدليرى لياقته واستحقاقه اُولا ية فيا خذونهٔ الیٰ حضرته رضی الله تعالیٰ عنه فان راه لايقالمغصب الولا ية يثبت اسمه بالدفترالحمدالمبارك ويعرض ذالك على النبی ﷺ فبموجب رسالة الغرث الامرالنبوى من حضرته ﷺ فتطلع له خلعة الولاية فتعطى بيد فيوصلها اليه ففى عالم الغيب والشهادة يكون ذالك الولى مقبولا ومسلماً فهذه متعلقة بحضرة الغوث الاعظم الى يوم القيامة وليس لاحد من الاولياء الكرام مماثل مشاركة مع الغوث فی هذاالمقام ففى كل عصرورمان تستفيض من حضرته الاقطاب الاولياء رضى الله تعالیٰ عنه۔

یعنی شاہ ہاشم علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولی بنانے کا ارادہ فرمائے تو وہ حکم فرماتا ہے کہ اسے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ جب حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچتا ہے تو آپ ﷺ حکم فرماتے ہیں کہ اسے میرے بیٹے سید عبدالقادر (گیلانی) کے پاس لے جاؤ

وہ دیکھیں کہ یہ شخص منصبِ ولایت کا مستحق ہے یا نہیں۔ چنانچہ اسے بارگاہِ غوثیت میں لایا جاتا ہے اگر حضرت اسے اہل سمجھیں تو اس کا نام دفتر محمدی میں ثبت فرما کر اپنی مہر مبارک لگا دیتے ہیں پھر حضور ﷺ آپ کی تائید فرما دیتے ہیں پھر ولایت کا جوڑا ظاہر ہوتا ہے جو غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے اس ولی کو دیا جاتا ہے پھر وہ ولی عالم الغیب وشہادت میں مقبول عام ہو جاتا ہے۔ عطائے ولایت کا یہ منصب عالی حضور غوث اعظم ہی کے سپرد ہے اور قیامت تک سپرد رہے گا۔ اسی مقام میں دنیا کا کوئی ولی ان کے مماثل ومشارک نہیں ہر زمانہ میں غوث اقطاب سارے اولیاء اللہ انہیں سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۸)

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''لوانكشقت عورة مريدى بالمشرق وانا بالمغرب لسترتها۔'' (بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹)

''اگر میرے کسی مرید کا ستر مشرق میں ننگا ہو جائے تو میں اگرچہ مغرب میں ہوں گا تو اسے ڈھانپ دوں گا۔''

یعنی مرید کتنا ہی دُور اور کسی بھی زمانہ میں میرے وسیلہ کے ارادہ پر مجھ سے فریاد چاہے تو میں اس کی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فریادرسی فرماؤں گا۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے آپ کے وسیلہ جلیلہ سے بارہا نفع اُٹھایا ہے۔ اہل اسلام بھائیوں کو بھی مشورہ دیتا ہے کہ ہر مشکل کے وقت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ حق کا وسیلہ بنائے ان شاء اللہ ہر مشکل آسان ہو گی۔

وظیفہ } یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ المدد فی سبیل اللہ۔

ہر مشکل کے وقت بکثرت پڑھئے کم از کم ایک ہزار بار روزانہ۔

شیخ نقشبند پر فیض

خوارق الاحباب میں ہے کہ حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کا لطیفہ نہیں کھل رہا تھا۔ بعد از وصال شریف خواجہ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر تشریف لائے اور یہ شعر بلند آواز سے پڑھا ؎

اے دستگیر ہر دو عالم دستی چناں بگیر ☆ دستی چناں بگیر کہ گویند دستگیر

پس مزار شریف سے فوراً یہ آواز آئی

اے نقشبند عالم نقشی چناں بند ☆ نقشی چناں بند کہ گویند نقشبند

اس کے بعد اللہ کا نقش آپ کے دل پر منقوش ہوگیا۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''نقشبند اور غوثِ اعظم دلبند'' میں پڑھیئے۔

فائدہ: مزارات کے فیوضات کا انکار سلسلہ نقشبندیہ کو بالکل ختم کر دیتا ہے اس لئے کہ یہ سلسلہ چلا بھی مزارات کے رحم وکرم پر۔ مثلاً بایزید بسطامی سے ابوالحسن خرقانی رحمہما اللہ نے بالمشافہ فیض نہیں پایا بلکہ ان کے مزار مبارک سے فیض یاب ہوئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''مشائخ اویسیہ''۔

لطیفہ ﷺ

بعض لوگ سلاسل اولیاءؒ سے منسلک ہوکر پیری مریدی کر رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے وہ اہلِ مزارات کے فیوضات کے بھی منکر ہیں:

ہیں عجب کھانے غرانے والے

لطیفہ ﷺ

کسی مصلحت سے اگر اہلِ مزار کے فیوض کے خود اقراری ہیں تو ان کے اکابر مثلاً شاہ اسماعیل اور ان کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا انکار مشہور ہے مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت حسن بصری کی ملاقات بہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے منکر ہیں اسی لئے ان کے رد میں حضرت مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ نے عربی میں کتاب لکھی۔ ''فخر الحسن''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی بات مان لی جائے تو سلاسل ثلاثہ'' قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ ختم اور اسماعیل دہلوی کی بات مان لی جائے وہ کہتے ہیں کہ ''اہلِ قبور کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔'' تو سلسلۂ نقشبندیہ اور سلسلہ اویسیہ ختم۔ اب میرا اہلِ اسلام سے سوال ہے کہ منکروں (وہابیوں دیوبندیوں) کی بات سچی ہے تو (صدیوں سے سلاسل اربعہ اور سلسلہ اویسیہ چل رہے ہیں جو تمام ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں بلکہ اسلام کی زندگی ان کے دم قدم سے) معاذ اللہ یہ سلاسل غلط۔ اور الحمد للہ! ہم اہلسنّت

سچے تو ہماری بات مانو کہ اہلِ مزارات کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

ارشاداتِ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ﷺ

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے صدیوں بعد عالمِ دنیا میں تشریف لائے ہیں آپ بھی فرماتے ہیں کہ میں غوثِ اعظم کا نائب ہوں چنانچہ مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں: ''مجدد الف ثانی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نائب ہے۔ جس طرح سورج کا پرتو پڑنے سے چاند منور ہوجاتا ہے اسی طرح مجدد الف ثانی پر بھی تمام فیوض وبرکات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے فائز ہو رہے ہیں۔''

(مکتوبات ۱۲۳، جلد سوم صفحہ ۲۴۸)

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مہر ﷺ

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد وَبُدَلاَ نُجبَا غوث یا مجدد ہوں گے سب فیضان ولایتِ طریقت حاصل کرنے میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے محتاج ہوں گے بغیر اُن کے واسطے اور وسیلے کے قیامت تک کوئی شخص ولی نہیں ہوسکتا۔ (مکتوب ۱۲۳، جلد سوم صفحہ ۲۴۸)

تقدیر مبرم ﷺ

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جو قضاءً لوحِ محفوظ میں بشکل مبرم لکھی ہوئی ہو اس کی تعلیق صرف علم خداوندی میں ہو ایسی قضا میں بھی **قم باذن اللّٰہ** تصرف فرما سکتے ہیں۔

(مکتوب ۲۱۷، جلد اول صفحہ ۲۲۴)

فائدہ: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ تا قیامت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فیض جاری رہے گا۔ اور جب تک آپ کی مہر مبارک ثبت نہ ہو کسی کو ولایت نصیب نہیں ہوتی خواہ وہ سلسلہ قادریہ ہو یا نقشبندیہ، چشتیہ ہو یا سہروردیہ اور اویسیہ وغیرہ وغیرہ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کرم سے تقدیر مبرم بھی ٹل جاتی ہے۔

چونکہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مقتدائے جملہ اولیاء ہیں اسی لئے تبرکاً ان کے تصرفات سے آغاز کیا گیا لیکن ان کے تصرفات کا ذکر کر کے ذیل میں ان کے قصیدہ کے چند اشعار پر آپ کے تصرفات کا ذکر خیر کر کے آگے بڑھوں گا۔

غوثِ اعظم کے تصرفات

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فلو القیت سری فی بحار
لصار الکل غورا فی الزوال
ولو القیت سری فی جبال
لدکت واختفف بین الرمال
ولو القیت سری فوق میت
لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ
ولو القیت سری فوق نارٍ
لخمدت وانطفت من سرّحال
وما منها شهور اود هور
تمر و تنقضی الا اتالی

(منظوم ترجمہ از انوارلاثانی)

جو دریاؤں میں اپنا راز ڈالوں آب ہو غائب
خدا کی شان سے ہر بحر ہو نا پید، پیدا بر!!
اگر ڈالوں میں اپنا راز پتھر کے پہاڑوں میں
تو ریگ دشت کے ذروں میں گم ہو جائیں پس پس کر
اگر ڈالوں اپنا راز آتش پر تو ٹھنڈی ہو
کچھ اس انداز سے روشن نہ ہو پھر فرشِ گیتی پر
اگر ڈالوں میں اپنا راز لوگو! جسم بے جاں پر
خدائے پاک کی قدرت سے اٹھے زندگی پا کر

فائدہ: اگر حضرت عیسیٰ کا احیائے موتی مردے زندہ کرنا اسلام کی حقانیت اور توحید کی عظمت کی دلیل ہے تو حضور غوثِ پاک کا احیائے موتی اس کی دلیل کیوں نہیں؟ یقیناً ہے اور بزرگانِ دین کے کردار نے ہی نہیں ان کے محیر العقول قوتوں نے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کو راہِ حق دکھائی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری، خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت فریدالدین گنج شکر، سیدنا مجدد الف ثانی جیسی عظیم شخصیات تھیں جنہوں نے برعظیم کی طاغوتی طاقتوں کو اپنی ایمانی قوتوں سے نیچا دکھایا ان کی نظر کیمیاء اثر وہ کام کر جاتی تھی جو بڑے بڑے لشکروں سے نہیں ہو سکتا تھا۔

تصرفات بعد الوفات

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے تصرفات دنیوی زندگی تک محدود نہیں رہتے بلکہ دنیا سے جانے کے بعد ان میں بدرجہا اضافہ ہو جاتا ہے وہ اپنی مقدس قبروں میں بالکل زندہ ہوتے ہیں اور کبھی کسی وجہ سے ان کی قبر میں کوئی سوراخ وغیرہ ہو جائے تو ان کا بدن وکفن اپنی سالمیت کے ساتھ اسلام کی حقانیت کا خاموش اعلان کرتا ہوتا ہے۔

سائنس کے اس دور میں یہ بات کتنی حیرت انگیز نظر آتی ہے کہ سالوں بلکہ صدیوں پہلے کا دفن کیا ہوا پوری طرح صحیح وسالم ہے آخر کیوں۔ اگر اس کی وجہ ایمان وعرفان نہیں تو کسی کافر، مشرک اور منافق کی قبر میں ایسا کیوں نہیں ہوتا۔ ابھی چند سال پہلے حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں کھودی گئیں تو مدینہ منورہ میں زائرین اور ساکنین کے ایک جم غفیر نے ان کے بدن وکفن کو بالکل درست حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ان اللہ والوں میں بعض نماز وتلاوت میں بھی مصروف دیکھے گئے ہیں۔

اور بعض کی آواز قرأت بھی سنی جاتی ہے اور بعض کی آوازِ قرأت جیسا کہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''اخبار القبور'' میں ہے۔ پھر ان قبروں پر دعاؤں کا اللہ کی بارگاہ میں زیادہ قبول ہونا بھی مسلم رہا ہے جیسا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرضوان فرماتے ہیں: '' **قبر موسیٰ الکاظم**

تریاق مجرب لا جابة الدعاء ''یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا مزار قبولیتِ دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور)

بلکہ صاحبِ قبر کی توجہ کا اثر بھی مرادات کے حصول میں مجرب مانا جاتا رہا ہے خواجہ اجمیر نے ولی ہجویر (علیہما الرحمہ) کے مزار پر چلہ کشی کر کے اسی اثر کی تصدیق یوں فرمائی تھی۔

؎ گنج بخش فیضِ عالم مظہر نورِ خدا ☆ ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

قرآن مجید

قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے ہمیں دعا سکھائی ہے۔ **توفنا مع الابرار**۔ اے اللہ ہمیں ابرار کے ساتھ وفات بخش۔ یوسف علیہ السلام کی دعا بھی یوں تھی۔ **والحقنی بالصالحین**۔ اے اللہ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ موت کے بعد ملا۔

فائدہ: یہی وجہ ہے کہ اکابر واسلافِ فقہا ومحدثین نے وصیت فرمائی کہ ہمیں فلاں ولی اللہ اور محدث، مفسر، اور فقیہ کی قبور کے ساتھ دفنایا جائے یہاں تک کہ مخالفین کے ابن کثیر مفسر صاحبِ تفسیر نے وصیت کی کہ اسے ابنِ تیمیہ کی قبر کے قریب دفنایا جائے۔ اگر موت کے بعد اللہ والوں سے کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی ان کی قبور کی حاضری سے کوئی نفع حاصل ہوتا ہے تو آیاتِ قرآنی وار بزرگانِ دین کی وصیت کا کیا جواب ہوگا۔

زیارتِ قبور کا نکتہ

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا '' **کنت نهيتكم عن زيارة القبور** ''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا خبردار اب زیارت کیا کرو۔ اس زیارت کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اہلِ قبور کی دعا ہوگی تو کام بن جائے گا۔

اہلِ مزار کی پہچان

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے واقف شخص کی قبر کے پاس سے گذرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا بھی اس کو سلام اور اسے پہچان کر جواب دیتا ہے۔ (بیہقی شریف)

نیک لوگوں کے ساتھ دفنانے کا حکم

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

کہ جس وقت تم میں سے کوئی مرے تو اچھا کفن دو اس کی وصیت کو پورا کرو اس کی قبر گہری کھودو اور اسے برے ہمسائے سے دور رکھو۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا نیک ہمسائے سے نفع ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردے کو نیک قوم کے ساتھ دفن کرو کیونکہ اسے برے ہمسائے سے تکلیف پہنچتی ہے۔

حکایت

حضرت عبداللہ بن نافع بیان کرتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک شخص کو مرنے کے بعد دفن کیا گیا بعد میں کسی نے اس کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے تو اس کو بڑا رنج ہوا۔ آٹھ دنوں کے بعد پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب وہ بہشت میں ہے۔ اس نے اس کا سبب پوچھا تو بتایا کہ میرے ساتھ ایک نیک آدمی کو دفن کیا گیا اور اس نے اپنے چالیس پڑوسیوں کی شفاعت کی اور میں بھی ان ہی میں سے تھا لہٰذا ان کے ساتھ مجھے بھی بخش دیا گیا۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور)

ان احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ اپنے مرنے والوں کو قبرستان میں نیک لوگوں کی قبروں کے پاس دفن کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح مرنے والوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی برکت سے ان کی مغفرت فرماتا ہے مزید اس جیسی متعدد حکایات فقیر نے اپنی کتاب اخبار القبور میں لکھ دی ہیں۔

معمولاتِ صحابہ

(۱) بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ وتابعین نے بارش کی شکایت کی تو آپ نے حضور ﷺ کے قبہ مبارک سے اینٹ ہٹانے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

اگر مزارات سے فائدہ حاصل نہ کیا جاتا تو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ حکم کیوں فرمایا۔

(۲) **روی ان عبدالله بن عمر رضى الله عنهما خدرت رجلة فقيل له اذكر احب الناس اليك يزل عنك فصاح يامحمد اه فاحشرت۔**

(الشفاء جلد ا صفحه ۱۸)

مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہوگیا ان سے کہا گیا کہ جو شخص آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اسے یاد کیجئے آپ سے تکلیف زائل ہوجائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زور سے پکارا "**یامحمداہ**" تو آپ کا پیر ٹھیک ہوگیا۔

فائدہ: شارحین اس حدیث شریف کی شرح میں (i) ملاعلی قاری رحمۃ الباری فصاح کی شرح میں فرماتے ہیں "**ای فنادی باعلی صوتہ**" یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بلند آواز سے پکارا اور "**یامحمداہ**" کی شرح میں لکھتے ہیں: "**وکانہ رضی اللہ عنہ قصد بہ اظہار المحبتہ فی ضحن الا ستغاثہ۔**" (شرح شفا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار محبت کے ضمن میں فریاد کی اور مدد طلب کی۔

(ii) علامہ خفاجی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "**وھذا معتاھدہ اھل المدینہ۔**" اہل مدینہ کے نزدیک یہ عمل معروف ہے۔

(iii) اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد ص ۱۴۲ مطبوعہ مصر میں روایت کیا ہے شوکانی نے تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹ میں امام نووی نے کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۵ میں اس کے علاوہ اور بھی متعدد حوالہ جات ہیں۔

(iv) سید عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (کتاب الاذکار للنووی رحمۃ اللہ علیہ) بلکہ اہل مدینہ کا تو اس طرح معمول بن گیا کہ جب بھی کوئی مشکل آجاتی تو کہہ اٹھتے۔ "**یامحمد**" ﷺ۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تکلیف اور مصیبت کے وقت حضور ﷺ کے بعد بھی آپ کو پکارنا اور آپ سے غائبانہ مدد چاہنا حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سنت ہے اور یہ کہ ان کے پکارنے پر حضور ﷺ کی توجہ سے ان کا پیر ٹھیک ہوگیا اور تکلیف زائل ہوگئی۔

مخالفین کے اکابرین کے بیانات

فقیر کا تجربہ ہے کہ مخالفین کو قرآن وحدیث یا اسلاف صالحین کی تصریحات

پیش کی جائیں تو ہزاروں تاویلیں پیش کرتے ہیں لیکن جب ان کے بڑوں کی عبارات دکھائی جائیں تو فوراً سرِ تسلیم خم۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

تھانوی: نے لکھا کہ جو استعانت واستمداد بالمخلوق باعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور اگر وہ علم وقدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو معصیت ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی یا میت ہو اور جو استمداد بلا اعتقاد علم وقدرت ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل پس اگر طریق استمداد مقید ہو تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ یہ کل پانچ قسمیں ہیں۔

پس استمداد الارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لئے قسم ثالث ہے اور غیر صاحب کشف کے لئے محض ان حضرات کے تصور اور تذکرے سے قسم رابع ہے۔ (بوادر النوادر صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰)

فائدہ: تھانوی صاحب نے جو قسمیں بیان کی ہیں ان میں سے پہلی قسم یہ ہے کہ مستقل یعنی ذاتی علم وقدرت کا عقیدہ رکھ کر کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے اس صورت کو انہوں نے شرک قرار دیا ہے اور ہم بھی اسے شرک کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ غیر مستقل یعنی عطائی علم وقدرت کا عقیدہ رکھ کر کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے اور وہ علم وقدرت کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو تو یہ صورت بھی کفر وشرک نہیں بلکہ صرف معصیت ہے یہ بھی ٹھیک ہے، تیسری قسم یہ ہے کہ غیر مستقل یعنی عطائی علم وقدرت کا عقیدہ رکھ کر کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے خواہ وہ مخلوق زندہ ہو یا فوت شدہ اور وہ علم وقدرت دلیل صحیح سے ثابت ہو تو وہ صورت قطعاً جائز ودرست ہے۔

اسی تیسری قسم میں ہماری گفتگو ہے خیال رہے کہ تھانوی صاحب نے جواز وعدم جواز کا مدار استقلال اور عدم استقلال پر رکھا ہے جیسا کہ اہلسنّت کہتے ہیں ورنہ امور مافوق الاسباب یا ماتحت الاسباب یا امور عادیہ یا امور غیر عادیہ جیسا کہ بعض مخالفین کا نیا (بدعت) تیار کردہ حربہ ہے اور کوئی جھگڑا نہیں۔

تائیدِ اہلسنّت

اسی قسم ثالث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں استمداد ارواح مشائخ سے صاحبِ کشف الارواح کے لئے قسم ثالث ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی قوتِ کشف کے ذریعے روحوں کو دیکھتے سنتے ہیں وہ اگر اولیاء کرام کی ارواح طیبات سے مدد طلب کریں تو یہ صورت قطعاً جائز اور درست ہے۔

فائدہ: واضح رہے کہ اس صورت کو قسم ثالث میں داخل کر کے تھانوی صاحب نے ان باتوں کا کھلا ہوا اعتراف کرلیا۔

(۱) انبیاء عظام اور اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ سے زندگی میں غائبانہ یا بعد وفات مدد طلب کرنا قطعاً جائز اور درست ہے۔

(۲) انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے عطائی علم اور قدرت اور اختیار کو انہوں نے دلیل صحیح سے ثابت کرلیا ہے۔ کیونکہ قسم ثالث کو انہوں نے اس قسم کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

(۳) کشف کی قوتوں سے ارواح کو دیکھنا سننا دلیل سے ثابت ہے۔

شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ

اگرچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ ہمارے اکابرین میں سے ہیں لیکن مخالفین موڈ میں آجائیں تو کبھی ان کا حوالہ مان لیتے ہیں۔ بلکہ موج میں آجائیں تو انہیں حضور ولی مانتے ہیں (الافاضات الیومیہ) شاہ صاحب نے لکھا کہ:

"وقد يكون خاطر الشيخ فهوا مداد همة الشيخ يصلى الى قلب المريد الطالب مشتملا على كشف معضل وهل مشكل حصل للمريد فى الواقعات والواردت الربانية وهذا الخاطر انما يردعلى قلب المريد عنداستكشافه ذالك باستمداده من ضمير الشيخ فنكشف ويتبين الحال سواء كان الشيخ حاضرا اوغائبا حياوميتا يدل عليه ماقال شيخ العارف باالله على بن حسام الدين المتقى اسكنة الله بحبوحة جنة و نعمة بالطفه ورحمة ياعبدالوهاب اذا شكل عليك شى من الواقعات والواردت

فاعرضها علٰى بقلبك و استكشف ذالك باستمداد ك منى ولد بعد موتى وفجربت ذالك فوجدة كما قال وهذال الخاطر ايقافى الحقيقة داخل تحت خاطر الحق سبحان لان قلب الشيخ بمثابة باب مفتوح الى عالم الغيب وهو واسطة بين المريد وبين الحق سبحانه فيصل امداد فيصة على قلب المريد بواسطة۔"

(اللمعات عربی شرح مشکوٰۃ، جلد ا، صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱)

ترجمہ: مرید کے دل میں کبھی ایسی بات آتی ہے جو شیخ کی توجہ کی مدد سے مرید کے دل میں پیدا ہوتی ہے جس کے سبب سے وہ مشکلات جو مرید کے وظائف اور معمولات میں پیدا ہوتی ہیں وہ حل ہو جاتی ہیں اور مرید کے دل میں یہ بات اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنی مشکلات میں اپنے شیخ سے اس کے حل کے لئے مدد طلب کرتا ہے پھر اس کی مشکل حل ہو جاتی ہے عام ازیں کہ شیخ حاضر ہو یا غائب، زندہ ہو یا فوت شدہ اس پر دلیل یہ کہ شیخ عارف باللہ علی بن حسام الدین متقی (اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ جنت عطا فرمائے اور ان پر اپنے لطف و رحمت کی بارش کرے) نے فرمایا اے عبدالوہاب تم کو اپنے وظائف اور معمولات میں کوئی مشکل پیش آئے تو اس مشکل کو اپنے قلب کے ساتھ مجھ پر پیش کرنا اور اس کے حل کے لئے مجھ سے مدد طلب کرنا خواہ میری موت کے بعد بھی ہو۔ شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا اور اس کو درست پایا اور دل میں یہ بات بھی دراصل اللہ تعالیٰ کے التفات سے آتی ہے کیونکہ شیخ کا قلب ایک کھلے ہوئے دروازہ کے منزلہ میں ہے کیونکہ وہ مرید اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے پس مرید کے قلب تک شیخ کی وساطت سے فیض پہنچتا ہے۔

(اللمعات عربی شرح مشکوٰۃ، جلد ا، صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۱)

فائدہ: ناظرین غور فرمائیں کہ جس شاہ صاحب کے لئے یہ مان گئے ہیں کہ وہ جب چاہیں ہر وقت حضور ﷺ کا دیدار کریں وہی وہ فرما رہے ہیں جو ہم اہلسنّت کہتے ہیں لیکن ضد اور تعصب کا خدا بیڑا غرق کرے یہی مخالفین کو آڑے آئے ہوئے ہیں۔

مردہ بیوی سے ہم کلامی

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ یہ (ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ) فقیہ عالم صالح

صاحب کرامات ومکاشفات تھے ان کے کشف وکرامت میں یہ بھی ہے کہ ایک ذی اقتدار شخص ان کا مرید تھا اس کی بیوی مرگئی وہ اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا اس لئے بہت سخت رنج ہوا۔ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہنچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اس پر کیا گذری ہے۔ فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے نہ مانا اور عرض کیا کہ جب تک میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا۔ فقیہ کے یہاں اس کی قدر ومنزلت بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ، یہ اندر گیا تو اس کو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا حال پوچھا تو اس نے کہا یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش ہشاش بشاش حضرت فقیہ کے پاس باہر آگیا۔ (جمال الاولیاء صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵)

فوائد: (i) اس واقعہ سے تھانوی صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ چاہیں تو اپنے متوسلین کو قبر اور برزخ کے احوال بھی دکھا سکتے ہیں۔

(ii) اس واقعہ میں تھانوی صاحب نے تصریح کی ہے کہ اولیاء اللہ کو قبر اور برزخ کے احوال کا علم ہوتا ہے اور وہ جب چاہیں برزخ کے لوگوں کو اس دنیا میں وارد کر سکتے ہیں لوگوں کی ملاقات کرا سکتے ہیں۔ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اور مشکلات میں مسلمان اولیاء اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی کچھ ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

راستہ مل گیا

یہی تھانوی محمد بن علوی بن احمد کے بارے میں لکھتے ہیں "آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لق ودق جنگل میں جا پہنچا اور جب اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تو اس نے ان سے امداد چاہی اور چلا گیا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہہ رہا ہے یہ رہا راستہ، تو یہ راستہ پر پہنچ گیا۔ (صفحہ ۱۳۶)

فوائد: (i) راستہ کسی اس زندہ انسان سے پوچھا جاتا ہے جو سامنے محسوس ومشاہد ہو یہ مرید جب راستہ گم پاتا ہے تو پیر کو یاد کرتا ہے، پیر کی یاد کا یہ فائدہ ہوا اسے راستہ مل گیا۔ (ii) ہلاکت کا یقین ہونے کے باوجود اس شخص نے خدا کی طرف نہیں

بلکہ اپنے پیر کی طرف رجوع کیا اگر ہم یہی بات کہہ دیں تو مخالفین شرک سے کم نہیں سمجھتے۔ (iii) اس واقعہ کو بیان کر کے تھانوی صاحب اللہ تعالیٰ کی قدر کم نہیں کر رہے بلکہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو کتنے عظیم مقام سے نوازا ہے۔

مزار کی مٹی سے شفاء

تھانوی صاحب لکھتے ہیں صاحب کرامت اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ شہر تریم علاقہ حضرموت میں ۸۵۰ھ میں تولد ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ مستجاب الدعاء تھے آپ نے اپنے متوسلین کی ایک جماعت کے واسطے دینی اور دنیوی امور کی دعا فرمائی جن کو ان لوگوں نے حاصل کر لیا سید عبداللہ بن علوی بن محمد جو قبیلہ دویلہ کے آزاد کردہ غلام تھے عبادات اور ریاضات میں بہت مشاہدے کیا کرتے اور فتوحاتِ غیبیہ کا انتظار رکھتے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ اخیر عمر میں حق تعالیٰ تم کو فتوحاتِ غیبیہ سے نوازیں گے پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے کہا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک چور نے آپ کے کھجور کے درخت پر سے کچھ پھل چوری کر لیا تھا تو اس کے بدن میں زخم ہوگئے اور اس قدر تکلیف کی کہ نیند حرام ہوگئی۔ صبح ہوئی وہ حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت کے لئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ فلاں صاحب کی قبر پر جاؤ اور اس قبر کی مٹی اپنے زخم پر لگا لو اس نے ایسا کیا اور زخم اچھا ہوگیا۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۱۵۷)

فائدہ: اس واقعہ میں تھانوی صاحب نے حضرت محمد بن حسن کا یہ مقام بتایا ہے کہ لوگ حاجت روائی اور دفع ضرر کے لئے حضرت کے پاس جاتے تھے چنانچہ جب چور کے بدن میں زخم ہوا تو وہ شخص نہ کسی طبیب کے پاس گیا نہ خدا سے دعا مانگی سیدھا شیخ کے پاس دفع ضرر کے لئے پہنچا اور حضرت نے غیر عادی طریقہ سے اس کو شفا دے دی۔ جو لوگ غیر عادی امور میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کو شرک کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا واقعہ پر بھی فتویٰ صادر فرمائیں۔

ناکو کے پیٹ سے زندہ لڑکی

تھانوی صاحب لکھتے ہیں: تمیر چوبدار کی لڑکی کو ایک ناکو نگل گیا تو وہ روتا پیٹتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اس جگہ جہاں اس نے لڑکی کو نگل لیا ہے

جاؤاور بلند آواز سے کہو" ناکو آاور فرغل سے جوابدہی کرلو" ناکو سمندر سے نکلا ایک جہاز
کی طرح جارہا تھا مخلوق اس کے آگے سے دائیں بائیں ہوجاتی تھی وہ آپ کے دروازہ
کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا آپ نے لوہار کو حکم دیا کہ اس کے سب دانت اکھاڑ دے اور
ناکو کولڑکی اگل دینے کا حکم دیا اس نے لڑکی کو اگل دیا تو وہ زندہ تھی مگر بے ہوش۔
پھر ناکو سے کہا جب تک زندہ رہے ان کے شہر کے کسی آدمی کو نہ نگلے ناکو اس طرح نکلا
اس کے آنسو بہہ رہے تھے اور سمندر میں جا پڑا۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۱۷۲، از جامع کرامات)

فوائد: (i) شہر کے لوگ حضرت فرغل رحمۃ اللہ علیہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے
تھے۔ (ii) ناگہانی آفات اور مصیبتوں میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ (iii)
لوگوں کو اعتقاد تھا کہ آپ سمندری بلا (ناکو) کے منہ کا نوالہ چھیننے پر بھی قدرت رکھتے
ہیں۔ (iv) سمندری بلائیں آپ کے پیغام کو سمجھتی تھیں۔ (v) آپ کا خود بلانا تو
درکنار اگر آپ کسی کے ہاتھ پیغام بھی بھیج دیں تو بلا سمندر سے نکل آتی تھی۔ (vi)
سمندری بلا آپ کے گھر سے واقف تھی۔ (vii) آپ کے حکم پر اس سمندری بلا نے
چپ چاپ اپنے دانت تڑوالئے اور چوبدار کی نگلی ہوئی لڑکی کو منہ سے نکال پھینکا۔
(viii) ناکو پر آپ کا حکم جاری تھا اور وہ آپ کا بالکلیہ متبع یہاں تک کہ آپ نے حکم دیا
کہ وہ آپ کے شہر کے کسی آدمی کو نہ نگلے اور وہ حکم کو مان کر واپس سمندر میں چلا گیا۔
(ix) آپ نے اس سلسلہ میں جتنی کاروائی کی یہ سب عام اسباب کے خلاف تھی اس کا
مطلب ہے کہ آپ کو مافوق الاسباب العادیہ امور پر قدرت حاصل تھی۔ (x) شہر کے
لوگ آپ کے بارے میں یہ یقین رکھتے کہ آپ امور مافوق الاسباب پر قادر ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

اہلسنّت کے مقتداء تو ہیں ہی صرف وہابیوں، غیر مقلدوں نے اپنا مقتداء
ثابت کرنے کے لئے ان کے نام غلط تصنیفیں شائع کیں اور ان کی بعض تصانیف میں
غلط حوالے گھسیڑے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "التحقیق الجلی" میں دیکھئے۔ اور مکتب
دیوبند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مجدد کی حیثیت سے تسلیم
کرتا ہے شاہ صاحب کی تصانیف کو فروغ دیتا ہے۔ اور اخلاقی مسائل میں حضرت شاہ

صاحب کو بطور حکم تسلیم کرتا ہے۔ دیوبندی مصنفین اپنی تصانیف میں شاہ صاحب کے
ان گنت حوالے دیتے ہیں اور ان کی عبارات سے استدلال کرتے ہیں اور انہیں خراج
تحسین پیش کرتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں شبلی
نعمانی لکھتے ہیں۔

(i) ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود انہیں کے زمانے میں جو عقلی تنزل
شروع ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل ودماغ پیدا
ہوگا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشہ دکھلانا تھا کہ اخیر زمانہ میں جب کہ اسلام
کا نفس باز پیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوگا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی
ورازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔ (علم الکلام، جلد ا صفحہ ۸۷)

(ii) دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک مستند عالم دین مناظر حسین گیلانی لکھتے ہیں:
حضرت شاہ ولی اللہ نباضِ ملت کی حیثیت سے معاشرے کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر
اصلاحِ احوال کی کوششوں میں مصروف ہوگئے آپ نے فروعات میں الجھنے والے علماء،
عیش کوشیوں میں غرق امراء اور غافل عوام کو نئے سرے سے قرآن وحدیث کی دعوت
دی۔ تقلید وعدم تقلید کی بحثوں کی وضاحت فرمائی فقہ وعقائد میں تشدد وتصلت کے
برعکس اسلام کی وسعت وہمہ گیری کو اذہان میں اجاگر کیا اور ہزاروں صفحات پر پھیلی
ہوئی موثر تصانیف کے ذریعے اسلامی فکر کی وضاحت کی۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ
وکلام، تصوف، سیر وسوانح ان تمام موضوعات پر ایک منفرد انداز سے لکھا جسے بجا طور
پر ایک حکیمانہ طرز استدلال کہا جا سکتا ہے۔ (تذکرہ شاہ ولی اللہ، صفحہ ۲۸۷)

حوالہ جات سَند

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انفاس العارفین میں جو کہ شاہ ولی اللہ کے آخری
دس سالہ دور کی تصنیف ہے اس کتاب کے بارے میں مولوی رحیم بخش دہلوی لکھتے
ہیں: "اس کتاب کے چار حصے ہیں پہلے حصہ میں جناب شاہ صاحب نے اپنے والد
شیخ عبدالرحیم صاحب کے علمی حالات، باطنی تصرفات وکمالات وکرامات ملفوظات
ومکتوبات غرض یہ کہ ابتداء زمانہ سے تاریخ وفات تک کے تمام واقعات بطریق رجال
سرسری ذکر کئے ہیں۔ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان

خاندان کا ہر ممبر ظاہری علوم اور باطنی کمالات میں لاثانی اور بے نظیر تھا۔

(حیات ولی صفحہ ۴۱۸)

شفاء از اہلِ مزار

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کی ایک حکایت بیان فرماتے ہیں۔ ''کاتب حروف حکایتے غریب از شیخ تاج الدین استماع نمود وآں آنست کہ گفت وقت سخت کہ بیمار شدم و بیماری بطول آنجا مید ضعف وناتوانی طاقت حرکت دست وپا نگذاشت دران حالت شبے درخواب محد بینم کہ گویا کسے آمدومی گوید کہ برائے شفائے ایں مرض میباید کہ ماکیانے پختہ شودو بروئے تمام قرآن خواندہ کردبا یں بیہما اندااا بخور وشفا یابد چون بہدارشدم عزم مصمم خود کہ بموجب امرر ویا بعمل باید آورد وشب آیئندہ باز چون بخواب رفتم دیدم کہ گویا امام محمد بخاری بخانہ ما آمد وبدت خود دیگے است کروزیران آتش افروخت ماکیانے از صبح تاشام دران دیگ پخت وہشت من نہادوفرمود کہ مابرھن مطبوع تمام قرآن خوانداام پس بخورومن آندابخورم وبافاقت ادم کہ ہیچ اثرے ازاں مرض ومن بنووصحیح وتندرست برخوایشم وورخووبشاشت وسروراذھن واقعہ حضرت امام بخاری بایں وجہ لطف وعنایت فرمودند زیادہ ترازان یافتم کہ از جہت ازالہ مرض وبیماری یافتہ می شد۔''

(انفاس العارفین صفحہ ۱۹۳)

ترجمہ: کاتب الحروف شیخ تاج الدین سے ایک عجیب حکایت سنی وہ یہ کہ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ میں سخت بیمار ہوا اور بیماری نے طول پکڑا ضعف وناتوانی نے حرکت ہاتھ پاؤں کی طاقت سلب کرلی اسی حالت میں ایک رات میں خواب دیکھ رہا تھا گویا کوئی صاحب آکر فرمارہے ہیں کہ اس مریض کی شفا چاہیے تو اس کے لئے مرغیاں پکا کر اس پر قرآن کل پڑھا جائے تاکہ اسے بیمار کھائے اسی طرح بیمار شفا پائے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو پختہ ارادہ کیا کہ خواب کے مطابق ضرور عمل کروں گا۔

دوسری رات پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں گویا امام بخاری تشریف لائے ہیں خود ہی دیگچہ آگ پہ رکھ کر اس میں مرغیوں کا گوشت ڈال کر پکایا پھر میرے آگے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پر میں نے تمام قرآن پڑھا ہے۔ میں نے گوشت

کھایا تو مجھے مرض سے افاقہ محسوس ہوا یہاں تک کہ مرض کا اثر مجھ میں نہ رہا اور صبح کو تندرست ہو کر اٹھا اور اس واقعہ سے مجھے خوب فرحت وسرور حاصل ہوا کہ بیماری سے صحت پانے سے بڑھ کر یہ مجھ پر امام بخاری نے کتنا لطف وکرم فرمایا۔

مزاراتِ سے فیضیابی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

(۲) بمزار فائض الانوار خواجہ معین الدین رفتند وفیضہا گرفتند ۔(انفاس العارفین)

ترجمہ: حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دے کر فیوض حاصل کرتے۔

(۳) بمزار فیض الانوار خواجہ باقی باللہ می نشستند ومتوجہ می شدند وفیضہا می یافتند ۔

(انفاس العارفین، صفحہ ۷۰)

ترجمہ: حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ کر ان کی طرف متوجہ ہوتے اور فیوض حاصل کرتے۔

(۴) دوسال کم وبیش در بغداد ساکن باشند وقبر سید عبدالقادر قدس سرہٗ متوجہ مے شدو ذوق ایں راہ از آنجا پیدا کرد ۔(انفاس العارفین، صفحہ ۱۸۴)

ترجمہ: دوسال سے کم وبیش بغداد شریف میں ساکن رہے اور حضرت سید عبدالقادر قدس سرہٗ کے مزار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں سے ہی یہ ذوق حاصل کیا۔

(۵) وبروضہ منورہ حضرت سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التحیات متوجہ شدو فیض یافت ۔(انفاس العارفین، صفحہ ۱۹۵)

ترجمہ: حضور سید البشر ﷺ کے روضہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فیض پایا۔

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام اکابر دیوبند کے مرشد ورہبر ہیں اسی لئے ان کا ارشاد ان سب کے لئے حجت ہے۔ بالخصوص جن ملفوظات کا حامل مولوی اشرف علی تھانوی ہو وہ تو ڈبل حجت ہے اسی لئے کہ یہ اس مکتبِ فکر کے مجدد صاحب ہیں۔ ملفوظ (۳۰۰) فرمایا کہ ایک بار مجھے مشکل پیش تھی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے تعظیم میں کھڑے ہو کر کہا تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہیں اور تم

سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو۔ یہ کہہ کر نمازِ نفل شروع کردی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی میرے پاس ہی نماز میں مصروف ہوگیا۔ اس کے آنے سے میری مشکل حل ہوگئی۔ جب میں نے نماز ختم کی تو وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ اس ملفوظ پر تھانوی صاحب حاشیہ لکھتے ہیں: تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو، اقوال اہل کشف کو اتنے عدد میں اولیاء کا اکثر اوقات حاضر حرم رہنا معلوم ہوا ہے اور غالباً یہ شکل باطنی تھی۔

(امداد المشتاق صفحہ ۱۲۱)

فائدہ: اصل بات تھانوی صاحب نے یہاں نہیں لکھی اور وہ ہے اپنی مشکل میں حاجی امداد اللہ کا اولیاء اللہ سے مافوق الاسباب طریق پر استمداد کرنا اور غالباً ندا کرنا اور ان کے پکارنے سے اولیاء اللہ کی مشکل حل ہونا۔

ملفوظ نمبر ۲۹۰

راوی ملفوظات حضرت کی خدمت میں غذا روح کا وہ سبق جو حضرت شاہ نور محمد صاحب کی شان میں ہے سنا رہا تھا جب اثر مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے، حکم ہوا تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ نان روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار ہوا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کی کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر پائیں قبر سے ملا کرتا ہے۔ (امداد المشتاق صفحہ ۱۱۷)

فائدہ: حاجی امداد اللہ صاحب نے شاہ نور محمد کا جو یہ واقعہ بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشکل اور مصیبت کے وقت بزرگوں کے مزار پر جا کر ان سے اپنی مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے فریاد کرنا حاجی صاحب اور تھانوی صاحب دونوں کے نزدیک جائز ہے۔

فائدہ: اولیاء اللہ قبر میں موجود ہونے کے باوجود بھی تصرف کرتے ہیں اور فریادیوں کی امداد کرتے ہیں۔ اور یہ جو کچھ مذکور ہے امور غیر عادیہ سے ہے جس کو ہم مافوق الاسباب سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی یہ امداد عام اسباب سے نہ ہوئی اور مخالفین

کا مذہب ہے کہ مافوق الاسباب کوئی فعل کسی سے مدد کا عقیدہ شرک ہے۔ ان پر ہمارا سوال ہے کہ مزار سے پیسے حاصل کرنا اگر اسباب سے ہے تو پھر ہر قبر پر جا کر کچھ نہ کچھ لے لیا جاتا لیکن ہر قبر سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ جب نہیں ہوسکتا تو یہ فعل مافوق الاسباب ہوا اور یہ تمہارے نزدیک شرک ہے۔ اب بتایئے کہ حاجی صاحب مشرک ہوئے یا موحد۔ اگر مشرک تھے تو پھر مشرک کی بیعت کیسی ہے؟ اگر موحد تھے تو ہم بھی الحمد للہ ان جیسے موحد مومن ہیں اب تم بتاؤ تم کون ہو؟

ملفوظ نمبر ۳۱۲

فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں۔ محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ (امداد المشتاق صفحہ ۱۴۴)

تھانوی صاحب نے اس واقعہ کو کراماتِ امدادیہ میں تفصیل سے نقل کیا ہے جس کو ہم نے بھی توضیح البیان میں نقل کیا ہے اور تفصیل سے اس پر گفتگو بھی کی ہے۔

فائدہ: حاجی صاحب نے اس واقعہ میں خود بیان کیا ہے کہ ان کے ایک مرید نے جہاز کو جب تباہ ہوتے دیکھا تو حاجی صاحب سے استمداد کی۔ تو حاجی صاحب نے مافوق الاسباب طریق سے اس کی امداد کی۔ ان اقتباسات سے ظاہر ہوگیا کہ مشکلات اور مصیبتوں میں بزرگوں سے مافوق الاسباب طریقہ سے استمداد کرنا اسی وقت شرک قرار پائے گا جب کہ جس سے مدد طلب کی جائے اس کو مستقل استمداد کیا جائے۔ اور یہی شرک کا مدار ہے۔

اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد علی بریلوی متوفی ۱۲۴۲ھ کے بھانجے اور خلیفہ مجاز سید محمد علی سفر حج کے دوران کا ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

"دریں منتول قریب نصف شب بوادی سرف کہ مزار فائض الانوار معلیٰ حضرت میمونہ علیہما وعلیٰ بعلہا صلوٰۃ والسلام من اللہ ملک سیدیم از اتفاقاتِ عجیبہ آنکہ آں روز ہیچ طعام نخوردہ بودم چوں از خواب آں وقت بیزار شوم از عنایت گرسنگی طاقتم طاق و بدر ردیم در محاق بود بطلب نان پیش ہر کس دویدیم در محاق بود بطلب نہ رسیدم بنا چاء برائے زیارت در حجرہ مقدسہ رفتم و پیش تربت شریفہ گدایانہ ندا کردہ گفتم اے

جدہ امجدہ من مہمان شما ہستم چیزے خوردنی عنایت فرماواورامحروم از الطاف کریمانہ خود خما نگاہ سلام کردم وفاتحہ واخلاص خواندہ ثوابش بروح برفتوحش فرستادم انگاہ نستہ برقبرش بادہ بودم از رازقِ مطلق ودانائے برحق دوخوشہ انگوشرتازہ برستم افتادہ طرفہ ترآنکہ آں ایام سرمابود ہیچ جاانگورتازہ میسر بنود بحیرت افتادم ویکے ازاں ہردوخوشہ ہموجاں ششتہ تناول نمودہ از حجرہ بیرون شدم ویک یک دانہ بریک تقسیم کردم وگفتم یافت مریم گربہگام شتامیوہ ہائے جنت ازفضل خدااین کرامت درحیاتش بودوبس بعدفوتش نقل نمو داست کس۔

ترجمہ: بعدفوت زوج ختم المرسلین رفتہ چنداین قرنہاری دور بین بنگر ازدے این کرامت یافتم وایہ صدگونہ نعمت یافتم!۔(مخزن احمدی صفحہ۹۹)

اثناء سفر میں آدھی رات کے وقت ہم لوگ وادی سرف پر پہنچے جہاں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار پُر انوار ہے اتفاق کی بات ہے کہ اس دن میں بالکل بھوکا تھا اور جب صبح آنکھ کھلی تو بھوک سے بالکل بے دم ہو چکا تھا میرے چہرے کا چاند گہنا چکا تھا صرف ایک روٹی کے حصول کے لئے ہر کسی کے پاس دوڑا مگر کہیں سے مطلوب حاصل نہ ہوا۔ مجبور ہو کر ام المؤمنین کے روضہ مقدسہ پر حاضری دی اور آپ کی قبرانور سے رزق کی بھیک مانگی اور کہا اے میری دادی جان میں آپ کا مہمان ہوں کھانے کے لئے کوئی چیز عنایت فرمایئے اور مجھ کو اپنے لطف وکرم سے محروم نہ فرمایئے۔ پھر میں نے سلام عرض کیا سورۃ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روح مبارک کو پہنچایا۔ میں نے آپ کی قبرانور پر اپنا سر رکھا ہوا تھا ناگاہ اللہ تعالیٰ نے تازہ انگوروں کے دو خوشے میرے ہاتھوں میں ڈال دیئے۔ عجب تماشہ یہ تھا کہ ان دنوں موسم سرما تھا اور کسی جگہ اس وقت تازہ انگور دستیاب نہ تھے انتہائی حیرت ہوئی ان انگوروں میں سے کچھ وہیں کھائے اور کچھ حجرۂ مقدسہ کے باہر جا کر تقسیم کئے اور پھر یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: اگر حضرت مریم نے موسم سرما میں جنت کا میوہ خدا سے پالیا ان کی کرامت فقط ان کی زندگی میں تھی ان کے وصال کے بعد کسی سے یہ کرامت منقول نہیں۔ حضور ﷺ کی زوجہ کے وصال کو کتنی صدیاں گزر چکی ہیں۔ دیکھو اس کے باوجود میں نے

ان سے اس کرامت کو پالیا۔ اور مایۂ صد افتخار نعمت کو حاصل کیا۔

(مخزن احمدی صفحہ۹۹)

فائدہ: اس طویل اقتباس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ قضائے حاجت کے لئے قبر پر جانا صاحبِ قبر سے رو رو کر مطلب برآری کے لئے دعا کرنا جائز ہے اور تمام اہلِ دیوبند کے مُسلّم مقتداء سید احمد بریلوی کے خلیفہ مجاز محمد علی کو جب دنیا میں کہیں سے کھانے کو کچھ نہ ملا تو سیدتنا ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر سے ملا اور یہ کہ سید احمد بریلوی کے خلیفہ مجاز نے قبر پر آ کر فاتحہ بھی پڑھی ندا بھی کی۔ سلام بھی پڑھا اور بطور مافوق الاسباب امور استمداد بھی کی۔

صاحبِ مظاہر حق ؒ

مولوی قطب الدین مظاہر حق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا کہ زیارت قبر برکت حاصل کرنے کے لئے ہے پس وہ زیارت اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اس لئے کہ ان کے لئے برزخ میں تصرفات اور برکات ہیں ان گنت۔

(مظاہر حق جلد دوم باب زیارۃ القبور صفحہ ۸۰)

فائدہ: صاحبِ مظاہر حق مخالفین کا مُسلّم مقتداء ہے اس لئے کہ یہ شاہ اسحاق کا تلمیذ اور عقائد کا دیوبندی ہے۔

رشید احمد گنگوہی ؒ

یہ صاحب اس جماعت کے قطبِ عالم کہلاتے ہیں ان کا قول اور زیادہ حجت ہونا چاہیے وہ اپنی کتاب (امداد السلوک صفحہ ۲۴) میں لکھتے ہیں:

''مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہو گا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات سے بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے بعید نہیں۔ جب اس بات کو راسخ کر لے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے تو روحانی تعلق پیدا ہو جائے گا اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل کرے گا۔ تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہو گا اور شیخ کو دل میں حاضر کر کے جب زبانِ حال سے پوچھے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی۔ (امداد السلوک صفحہ ۲۴)

فوائد : (i) مولانا گنگوہی صاحب نے شیخ کی روح کو ہر جگہ حاضر وناظر تسلیم کیا مرید قریب ہو یا بعید شیخ کی روح قریب ہوتی ہے۔ (ii) یادِ شیخ سے روحانی رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ (iii) ہر لمحہ جدید روحانی رابطہ اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (iv) شیخ مرید کے لئے عقدہ کشا اور مشکل کشا ہوتا ہے۔ (v) شیخ کی روح سے زبانِ حال سے جو کچھ دریافت کرے وہ ہر سوال کا جواب دیتی ہے۔

علماء دیوبند سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ عقیدہ ہٰذا شرکیہ ہے یا ایمانی؟ اگر روحِ شیخ ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو سید عالم متصرف علی الکائنات ہر جگہ حاضر وناظر کیوں نہیں ہو سکتے؟ اگر شیخ کی روح ہر مرید کے قریب ہو سکتی ہے تو روحِ نبی ہر امتی کے قریب کیوں نہیں ہو سکتی؟ اگر روحِ شیخ سے قلبی روحانی رابطہ ہو سکتا ہے تو روحِ نبی پاک ﷺ کے ساتھ روحانی رابطہ کیوں نہیں پیدا ہو سکتا؟ اور اگر روحِ شیخ سے ہر لمحہ جدید روحانی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تو روحِ نبی پاک ﷺ سے ہر لمحہ جدید روحانی فائدہ کیوں نہیں حاصل ہو سکتا۔ اگر شیخ مرید کے لئے عقدہ کشا مشکل کشا ہو سکتا ہے تو نبی پاک ﷺ ہر امتی کے لئے عقدہ کشا مشکل کشا کیوں نہیں ہو سکتے؟ اگر روحِ شیخ سے زبانِ حال سے ہم کلامی ہو سکتی ہے سوال وجواب ہو سکتا ہے تو روحِ نبی پاک ﷺ سے ہم کلامی سوال وجواب کیوں نہیں ہو سکتا؟

اگر حاضر وناظر، مشکل کشا، عقدہ کشا، فیض رساں، عقیدہ شرک نہیں ایمان ہے تو اہلِ سنّت مسلک بریلوی حضرات پر شرک کا فتویٰ کیوں عائد کیا جاتا ہے۔

مزار سے مشکل حل

رسولِ کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا حضور ﷺ ہی کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ شیطان آپ کی صورت نہیں بدل سکتا۔ چنانچہ حدیث متفق علیہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "**من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی** ۔" اس حدیث کو نظر میں رکھ کر ابوعلی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا خواب سنو جو حافظ ابن حجر عسقلانی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب جلد ۱۱ کے صفحہ ۲۹۹ میں یحییٰ بن یحییٰ کے ترجمہ میں لکھا ہے فرماتے ہیں:

"**وقال الحاکم سمعت ابا علی النیشاپوری فیقول کنت فی غم شدید فرأیت النبی ﷺ فی المنام کانه یقول صرالی قبر یحییٰ بن یحییٰ واستغطر وسل تقض حاجبتك فاصحبت ففعلت ذلك فقضیت حاجتی** ۔"

یعنی حاکم صاحب مستدرک کہتے ہیں کہ میں نے ابوعلی نیشاپوری سے سنا فرماتے تھے کہ میں ایک دن سخت غم میں تھا، تو میں نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا گویا آپ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ کی قبر پر جا۔ اور استغفار کر اور مانگ تیری حاجت پوری کی جائے گی۔ میں نے صبح ایسا ہی کیا، تو میری حاجت پوری ہو گئی۔

منکرین کا رد

جو لوگ کسی بزرگ کے مزار پر جانے اور اس کے وسیلہ کو منع کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ وہ لوگ ذرا حضور ﷺ کے اس ارشاد کو، پھر ابوعلی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کو، پھر ان کی حاجت پوری ہو جانے کو غور وفکر سے دیکھیں۔ تو بشرطِ فہم وانصاف معلوم کر لیں گے کہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کا وسیلہ موجبِ قضائے حاجات ہے۔

دراصل منکرین نے موت کا مطلب غلط سمجھ رکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ موت مٹنے کا نام نہیں قلبِ مکانی کا نام ہے اسے برزخی زندگی کہا جاتا ہے جیسے یہاں کی زندگی کا نام دنیوی زندگی ہے ہر ایک زندگی کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جس کی تفصیل "علم الکلام" میں ہے۔

مزار کی دعوت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انفاس العارفین صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے کہ:

حضرت ایشاں در قصبۂ ڈاسنہ زیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند رشب ہنگام بود درآں محل فرمودند، مخدوم ضیافت ما میکنند ومیگویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاراں غالب آمد، آنگاہ زنے بباید، طبقِ برنج وشیرینی بر سر دگفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوجِ من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ

باشیند گان درگاہ مخدوم اللہ دیار سانم دریں وقت آمد، ایفائے نذر کردم۔

ترجمہ: حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ڈانسہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے رات کا وقت تھا اس جگہ فرمایا، کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا۔ حضرت نے توقف فرمایا، یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہوگیا۔ ساتھی اکتا گئے، اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرینی کا طباق لئے ہوئے آئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیار رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہونچاؤں گی، وہ اسی وقت آیا، میں نے اپنی نذر پوری کی۔

اس مسئلہ کی مزید تحقیق امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حیٰوۃ الموات'' میں ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان ۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ